دینی جماعتیں .... لوٹ آئیں !!

تقسیم ہند سے قبل برصغیر میں کئی دینی تنظیمیں اور جماعتیں موجود تھیں۔ جو دعوت اسلام کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ سماجی بہبود اور اصلاح معاشرہ کا کام کر رہی تھیں۔ اسلام کے خلاف چلائی جانے والی تمام تحریکوں کا سدباب بھی جماعتیں کرتی تھیں۔ اور خاص کر سامراجی قوتوں کے خلاف اعلان جہاد بلند کرنے کا سہرا بھی ان جماعتوں کے سر ہے۔ انگریز کی آشیر باد سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت کا علم بلند کرنے کی سعادت بھی دینی جماعتوں کو نصیب ہوئی۔ چونکہ دینی جماعتوں کے قیام کا اصل مقصد ہی اسلام کی تبلیغ، اس کی تعلیمات کا فروغ اور لوگوں کی کتاب وسنت کی روشنی میں صحیح راہنمائی ہے۔ اس فریضے کو سرانجام دینے کیلئے جو بھی جائز اور آسان ذرائع تھے انہیں بروئے کار لائے۔ اگرچہ اس وقت دینی جماعتیں سیاست میں بھی دخیل اور پیش پیش تھیں اور انہوں نے بے شمار قربانیاں دیں۔ قائدین نے جلاوطنی کی صعوبت کے ساتھ سزائے موت کو بخوشی قبول کیا۔ لیکن اس کے ساتھ اپنے اصل ہدف سے غافل نہیں ہیں۔ دعوت وتبلیغ اور اصلاح احوال کا کام پوری لگن اور جانفشانی سے جاری رہا۔

قیام پاکستان کے بعد یہاں بھی دینی جماعتیں وجود میں آئیں جنہوں نے اپنے اغراض ومقاصد میں یہ بات نمایاں رکھی کہ وہ دعوت وتبلیغ کا کام سرانجام دیں گے۔ اور پاکستانی معاشرے کی اصلاح میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ اور ایک صالح معاشرہ قائم کریں گی جس کیلئے مساجد اور مدارس کی بنیادیں رکھی گئیں۔ علماء اور مبلغین تیار کئے گئے تبلیغ اور اصلاح کی غرض سے کتابیں شائع کی گئیں۔ تبلیغی، اصلاحی جلسے منعقد کئے گئے اور بڑی بڑی سالانہ کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔ تقریبا تمام مکاتب فکر اپنے اپنے حلقوں میں یہ کام سرانجام دیتے رہے۔ لوگوں میں دینی رجحان پیدا ہوا اور قیام پاکستان کے مقاصد واضح ہونے لگے۔ ملک میں امن وامان کی صورت حال تسلی بخش تھی تمام مکاتب فکر کے لوگوں میں بھائی چارہ تھا۔ اور کسی قسم کی فرقہ واریت نہیں تھی۔

لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا چلا گیا دینی جماعتیں اپنے اصل نصب العین سے دور ہوتی چلی گئیں اور انہیں سیاست کی چاٹ لگ گئی۔ اگرچہ سیاست شجر ممنوعہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ اسے دعوت وتبلیغ اور اسلام کی ترویج کا ذریعہ بنایا جائے لیکن یہاں سیاست میں مرکزی کردار ادا کرنے کو اصل ہدف قرار دیا گیا اور سیاست ہی اوڑھنا، بچھونا بن گئی۔ دینی جماعتوں کا اصل تعارف سیاست میں ان کی حیثیت اور اعلیٰ عہدے اور منصب بن گیا۔ جو دینی جماعت بہتر جوڑ توڑ کر کے دوسری سیاسی جماعتوں کو بلیک میل کر کے کوئی بڑا منصب حاصل کر لیتی ہے وہ کامیاب دینی جماعت قرار پاتی ہے۔ اور اس پر فخر کرتی ہے۔ اس ضمن میں جھوٹ، منافقت فریب اور دیگر اخلاق مذمومہ ان کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ بلکہ سیاست میں کامیابی کیلئے ان کا استعمال نہ صرف مباح قرار پایا بلکہ اسے لیڈروں کی بصیرت اور دانائی قرار دیا۔ انہیں بہترین سیاست دان اور لیڈر کا خطاب دیا گیا۔ دجل فریب دھوکہ مکاری کی سیاست کا تماشہ صبح وشام یہاں ہوتا ہے۔ اور عوام الناس خود ملاحظہ کرتے ہیں۔ دینی جماعتوں کے قائدین اور علماء کرام کا جو احترام ان کے دل میں تھا وہ اب نہیں رہا۔ وہ انہیں بھی سیاسی کھیل کا ایک کردار سمجھتے ہیں۔ بلکہ سیاسی اور دینی جماعتوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں سمجھتے۔ خصوصا پاکستان میں سیاست کا مزاج بڑا عجیب ہے۔ برسر اقتدار جماعت ہمیشہ دولت اور سرکاری عہدوں کو ذاتی مفادات کیلئے استعمال کرتی ہیں۔ اور دیگر سیاسی اور دینی جماعتوں کو بھی اپنا ہمنوا بنانے کیلئے مراعات دیتی رہتی ہیں۔ اور یہ بڑے بڑے جبہ ودستار پہن کر اس گنگا سے ہاتھ دھوتے رہے ہیں۔ سرکاری اخراجات پر اندرون اور بیرون ملک کے سفر کرنے اور لامحدود سہولتیں حاصل کرتے رہے ہیں لیکن اپنے اصل مشن کو بھول گئے دینی جماعتوں کے قیام کا مقصد اب اقتدار میں وافر حصہ حاصل کرنا ہے۔ اور کامیاب دینی جماعت کا معیار ایوان اقتدار ہے۔

ایسی صورت میں اسلام کی حقیقی دعوت اور اصلاح معاشرہ کیلئے کون کردار ادا کرے؟ اس میدان کو خالی دیکھ کر بہت سے ایسے لوگ میدان میں کود پڑے جو نہ صرف نا اہل تھے بلکہ حکمت وبصیرت سے بے بہرہ تھے اور دین کی اصل سے نا آشنا ان لوگوں نے ماحول میں اضطراب پیدا کیا اور باہم دست وگریبان ہوئے۔ ان کے دینی رجحانات کو دیکھ کر بعض ایجنسیوں نے انہیں استعمال بھی کیا۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ اور نئی نسل کو ان سے واسطہ پڑا ہے۔ ان کے نزدیک یہ اسلوب اور رویہ شاید دین کا حصہ ہے یہی باعث ہے کہ دینی جماعتوں کا تذکرہ آتے ہی یہ لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں ایسی جگہ نہ جانا پڑے جہاں یہ طبقہ موجود ہو۔ آخر اس دوری اور نفرت کا سبب کیا ہے؟

یہ بات بھی محل نظر ہے کہ دینی جماعتیں سیاسی مسائل پر اتحاد ویگانگت کا اظہار کرتی ہیں ایک سٹیج پر اکٹھے ہو جاتے ہیں، اپنی قوت کا اظہار کرتے ہیں۔ مشترکہ جلسے اور جلوس نکالتے ہیں۔ پرجوش تقریریں کرتے ہیں۔ مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں۔ جمہوریت کی بحالی کیلئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا عزم کرتے ہیں۔ لیکن ان دینی جماعتوں نے کبھی بھی سماجی اور معاشرتی خرابیوں کو ختم کرنے کیلئے مشترکہ لائحہ عمل مرتب نہیں کیا۔ کیا جھوٹ، رشوت، ملاوٹ ذخیرہ اندوزی، بے نمازوں اور روزہ خوروں اور سود خوروں کے خلاف ان کا اجتماع ہوا ہے۔ بلکہ یہاں پہنچ کر ان کی اپنی اپنی حدیں شروع ہو جاتی ہیں۔ جائز اور ناجائز کی بحث میں الجھ جاتے ہیں۔ اور عوام کو ان مگرمچھوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ وہ جو چاہیں سلوک کریں۔

تمام دینی جماعتوں میں مختلف شعبہ جات ہیں۔ جن میں تعلیمی، دعوتی، خدمت خلق اور سیاست بطور خاص شامل ہیں۔ اگر ہر شعبہ متحرک ہو اور اپنی کارکردگی دکھائے تو اس سے توازن رہتا ہے۔ لیکن تمام جماعتوں کا سیاسی ونگ

باقی شعبوں پر حاوی ہے۔ اوراس نے آکاس بیل کی طرح پوری جماعت پر غلبہ حاصل کرلیا ہے اور جماعتوں کی سیاسی پہچان باقی رہ گئی ہے۔ جبکہ وہ اعلیٰ اور ارفع مقاصد جس کیلئے یہ جماعتیں وجود میں آئیں پس منظر میں چلے گئے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ایوان اقتدار تک محدود ہوکر رہ گیا۔

ذرا سوچئے کہ پاک فوج کا بنیادی کام سرحدوں کی حفاظت ہے۔ ملکی دفاع ان کی اعلیٰ ترین ترجیح ہے اگر وہ یہ کام چھوڑ کر سیاست میں دخیل ہوں تو ہم انہیں ملامت کرتے ہیں اور قانون شکنی اور اختیارات سے تجاوز گردانتے ہیں۔ اور بار بار یہ مطالبہ دہراتے ہیں کہ فوج بیرکوں میں واپس جائے، آخر کیوں؟ ظاہر ہے جب کوئی بھی ادارہ اپنے اصل اہداف سے روگردانی کرے گا یا حد سے تجاوز کرے گا تو اس کے خلاف ردعمل تو سامنے آئے گا!

یہی کیفیت اس وقت تمام دینی جماعتوں کی ہے۔ جو اپنے اصل مقصد سے کوسوں میل دور جا چکی ہیں۔ ان کی آبرومندانہ واپسی ہی ان کے وقار کا باعث ہے۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنكر ...... (الآیۃ) خیر امت بننے کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا ہوگا۔ اور یہی ان دینی جماعتوں کی اصل ذمہ داری ہے اگر وہ خود اپنے کام کی طرف لوٹ آئیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ اور وہ وقار اور عظمت رفتہ انہیں دوبارہ مل جائے گی۔

اس لئے ہماری تمام دینی جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ سیاست کا شوق پورا کریں لیکن اپنے اصل کام میں بھی پوری دلچسپی لیں اور اسلام کی دعوت کو عام کرنے، لوگوں کی اصلاح اور صالح معاشرہ کے قیام میں اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ امید ہے تمام جماعتوں کے سربراہ ان معروضات پر توجہ فرمائیں گے اور اپنے متعین کئے ہوئے مقاصد کے حصول میں سنجیدگی کے ساتھ عمل پیرا ہوں گے۔

کٹاس کے مندروں کی تعمیر نو !

گزشتہ دنوں بھارت کے اپوزیشن لیڈر ایل۔ کے ایڈوانی سات روزہ دورے پر پاکستان آئے۔ اس دورے میں جہاں انہوں نے اسلام آباد لاہور اور کراچی کا سفر اختیار کیا۔ وہاں ان کی اہم ترین مصروفیت اور پروگرام کٹاس کے مندروں کی تعمیر نو کا سنگ بنیاد رکھنا تھا۔ جس کا اہتمام پنجاب حکومت نے کیا۔ اس سارے عمل کی نگرانی سرکاری مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین نے کی اور مندروں کی تعمیر نو کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے چوہدری شجاعت حسین نے کہا ان مندروں پر تمام اخراجات پنجاب حکومت برداشت کرے گی۔ اور اس کی نگرانی مقامی ہندوؤں کو دی جائے گی۔

مندروں کی تعمیر نو پر اظہار خیال کرنے کی ہمیں چنداں ضرورت نہ ہوتی اگر یہ کام کوئی غیر متنازعہ شخص کرتا۔ لیکن دکھ اور رنج اس بات پر ہے کہ ایک ایسے متعصب اور کٹر ہندو کی عزت افزائی کی گئی اور اس کے ہاتھ سے مندروں کی تعمیر نو کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں اور بابری مسجد کو منہدم کرنے کا مرکزی کردار ہے۔ اور اس کے ہاتھ بابری مسجد کی گرد سے اٹے ہوئے ہیں۔ بابری مسجد کی جگہ مندر کی تعمیر کی تیاری زوروں پر ہے اور یہی ایڈوانی اس کا روح رواں ہے۔ ایسے ظالم اور جابر آدمی کی (جو مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ زہر اگلتا ہے) کی پذیرائی کرنا اور اس کی رضا اور خوشنودی کیلئے ذلت آمیز رویہ اختیار کرنا چوہدری شجاعت حسین کیلئے بذات خود باعث شرم بات ہے۔

کٹاس کے مندر صدیوں پرانے ہیں۔ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ عمارتیں بوسیدہ ہوکر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئیں۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں کوئی ہندو نہ رہا۔ لہٰذا ان کی دیکھ بھال بھی نہ ہوئی۔ اب جبکہ حکومت پاکستان ہندوستان کے ساتھ دوستی اور اچھے تعلقات بنا رہی ہے تو اس طرح کا طرز عمل اختیار کررہی ہے جس سے یہ تاثر ملے کہ وہ ہندوستان کی ہر سطح پر خدمت کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ وہ ان کی دوستی کا اعتبار کریں۔ اور ایسے کام جن کا نہ تو تقاضا ہندوؤں نے کیا اور نہ ہی انہیں اس کی ضرورت ہے۔ لیکن حکومت وقت از خود یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ہم آپ کے ساتھ بے حد مخلص ہیں اور ہندو کی متروکہ املاک یا مندر کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ اور ان کی تعمیر نو کے تمام اخراجات بھی برداشت کر رہے ہیں۔ جب کہ اس کے مقابلے میں مسلمان لاتعداد اعلیٰ ترین مساجد چھوڑ کر آئے جنہیں ہندوؤں اور سکھوں نے اصطبل بنالیا یا ان میں رہائش اختیار کرلی اور آج تک ایک بھی مسجد ایسی نہیں جس کی تعمیر نو کی گئی ہو یا کسی بھی پاکستان کے اعلیٰ عہدیدار کی بھارت یاترا کے موقعہ پر اس سے سنگ بنیاد رکھوایا گیا ہو۔ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو تباہ و برباد کیا گیا۔ حتیٰ کہ تاریخی بابری مسجد کو متنازعہ بنا کر مسمار کردیا گیا۔ اس توہین آمیز رویے کی نہ تو صاحبان اقتدار کو ہندوستان جا کر مذمت کی توفیق ہوئی اور نہ ہی اس کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا گیا۔ چوہدری شجاعت حسین خود ہندوستان تشریف لے گئے لیکن کیا وہاں کسی قدیم بوسیدہ مسجد کا سنگ بنیاد ان سے رکھایا گیا۔ اب جبکہ بھارت حکومت کا ہمیشہ یہ رویہ رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کو مذہبی اذیت دیں اور خصوصاً ایل۔ کے ایڈوانی کا نعرہ ہی یہ ہے کہ ''ہندوستان میں رہنا ہے تو ہندو بنو''۔ اس کی آمد پر یہ وارے وارے جائیں، اور ایسے مندروں پر سرکاری روپیہ خرچ کریں جہاں ایک بھی ہندو رہائش پذیر نہیں ہے، یہ عمل کیونکر پسندیدہ قرار دیا جائے گا۔

حکومت پنجاب کے اس طرز عمل پر غور وفکر اور تدبر کی ضرورت ہے۔ مروت، رواداری ایک اچھا عمل ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ بعض معاملات میں یہ طرز عمل انسان کے بارے میں بہت سی بدگمانیاں پیدا کردیتا ہے۔ لہٰذا ہماری موجودہ حکومت سے عموماً اور چوہدری شجاعت حسین سے خصوصاً یہ گذارش ہے کہ ان کی فراخدلی سے نہ تو ہندو ان کا شکر گزار ہوگا اور نہ ہی ان کا رویہ تبدیل ہوگا۔ اور نہ ہی وہ دل سے دوستی کریں گے۔ لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو ''نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم'' کے مصداق پھر کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔ امید ہے ان معروضات پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔

نیز عوامی حلقوں میں یہ بات بھی شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی ہے کہ بعض جہادی تنظیمیں جو لال قلعہ فتح کرنے کا نعرہ لگاتی تھیں، ایڈوانی کی آمد پر منظر سے غائب رہیں اور پاکستان میں اس کی موجودگی تک کوئی بیان نہیں دیا۔ حتیٰ کہ بتکدوں کی تعمیر نو اور ان کی سرپرستی کرنے پر بھی چپ سادھ لی...... یاللعجب